(۳۵)

امام زین العابدین علیہ السلام

۱۔
جب طوق و سلاسل میں مسلسل ہوئے عابدؑ — خم مثلِ ہلالِ شبِ اوّل ہوئے عابدؑ
اس شکل سے راہی سوئے مقتل ہوئے عابدؑ — اعدا تو چڑھے گھوڑوں پہ پیدل ہوئے عابدؑ
رانڈوں میں تو محبوسیٔ سجادؑ کا غُل تھا
ہر گام پہ زنجیر کی فریاد کا غُل تھا

۲۔
بے دینوں میں تھی تہنیتِ فتح کی اک دھوم — رانڈوں میں یہ تھا شور کہ ہے ہے شہِؑ مظلوم
اور شرم سے نہوڑائے تھے سر عابدِؑ مغموم — بیمار کی آنکھوں سے نہ کچھ ہوتا تھا معلوم
اِک ہات میں زنجیر بصد رنج و محن تھی!
اِک ہات میں ماں بہنوں کے اونٹوں کی رسن تھی

۳۔
تلواریں لئے چار طرف ظلم کے بانی — حلقے میں دل آزاروں کے وہ یوسفؑ ثانی
غربت کا الم، بے پدری، تشنہ دہانی — وہ طوق کا لنگر وہ سلاسل کی گرانی
مُڑ کر کبھی زینبؑ کے رُخِ پاک کو دیکھا
بیڑی کبھی دیکھی، کبھی افلاک کو دیکھا

۴۔
لغزش میں نہ تھا ہاتھ کوئی تھامنے والا — صدمے سے گرا پڑتا وہ تھا نازوں کا پالا
تھا چاند سے سینہ میں کلیجہ تہ و بالا — زنجیر جو ہاتھوں سے چُھٹی طوق سنبھالا
مرقد نہ بنا باپ کا یہ فکر بڑی تھی
اِک جانِ حزیں لاکھ مصیبت میں پڑی تھی

۵
نرغے میں دل آزاروں کے وہ صاحبِ آزار دل سوز نہ کوئی نہ کوئی مونس و غم خوار
شیشہ سے سوا ہوتا ہے نازک دلِ بیمار اس پر یہ مصیبت کا گرا کوہِ گراں بار
تعویذ شفا اس کو پنہاتے تو بجا تھا
یاں طوق گراں بار کے حلقے میں گلا تھا

۶
دستور ہے، بیمار کے ہیں پاؤں دباتے یا بیڑیاں بھاری اُسے لاکر ہیں پنہاتے
ماتم کی خبر کو ہیں، مریضوں سے چھپاتے یاں باپ کا سر کاٹ کے ہیں اسکو دکھاتے
یہ دُکھ نہ کسی صاحبِ آزار نے دیکھے
ہاں بعدِ پدر، عابدِؑ بیمار نے دیکھے

۷
ہفتم سے جو اعدا کی ہوئی شہؑ پہ چڑھائی بیمار کو پانی نہ ملا کیسی ٹھنڈائی
عاشور کو غش تھے کہ یکایک خبر آئی شہؑ ذبح ہوئے لُٹ گئی زہراؑ کی کمائی
ہوش آیا تو گھر آگ سے جلتے ہوئے دیکھا
ماں بہنوں کو بلوے میں نکلتے ہوئے دیکھا

۸
کیا کیا نہ ستم اہل شقاوت نے دکھائے بیمار نے جز شکرِ خدا لب نہ ہلائے
جب طوق و سلاسل کو عدو سامنے لائے کس صبر سے منہوڑا دیا سر، پاؤں بڑھائے
تھی فکر گنہگاروں کی اس رنج و محن میں
بندھوا لئے اُمت کے لئے ہاتھ رسن میں

۹
تھا صاحبِ اعجاز کو سب طرح کا مقدور ہونٹوں کے ہلانے میں فنا ہوتے وہ مقہور
تھی نار سے آزادیٔ اُمّت انھیں منظور دانستہ ہوئے قید، نہ بے کس تھے، نہ مجبور
زنجیر سے ہر گام پہ لغزش ہوئی پا کو
چھوڑا نہ مگر سلسلۂ صبر و رضا کو

۱۰
پھوپیاں سرِ ناقہ نظر آتی تھیں کھُلے سر ہاتھوں سے چھپائے ہوئے منہ روتی تھی مادر
بے پردہ تھی اک رات کی بیاہی ہوئی خواہر چھپیاں تھیں اس انبوہ میں بے مقنعہ و چادر
ناموسِ محمدؐ پہ تو یہ ظلم و ستم تھا
اور سامنے سر باپ کا نیزے پہ علم تھا

۱۱
عابدؑ نے کہا، گو ہیں گرفتارِ مصیبت بھر جائے زمیں خوں سے، جو دکھلائیں شجاعت
ان کانپتے ہاتوں میں بھی ہے زورِ امامت کیا جانئے کیا ہے جو دکھاتے نہیں طاقت
نے ضعف کا باعث نہ نقاہت کا سبب ہے
واللہ فقط بخششِ اُمّت کا سبب ہے

۱۲
برہم ہوں تو عالم کی بِنا ہو ابھی نابُود اعجاز ہے موسیٰؑ کا عصا میں مرے موجُود
گلزار ہو سائے سے مرے آتشِ نمرود آہن کو ابھی موم کروں صورت داؤدؑ
ہے زور مرے قبضے میں حیدرؑ کے برابر
دو انگلیاں ہیں تیغِ دو پیکر کے برابر

۱۳
باباؑ کو جو رودوں تو اُٹھے نوحؑ کا طوفاں عیسیٰؑ کی طرح مُردۂ صد سالہ کو دوں جاں
ہے زیرِ نگیں، خاتمِ انگشتِ سلیماں جنّات و ملائک ہیں مرے تابعِ فرماں
پَر طوق پہنا دو! کہ جُھکائے ہوئے سر ہوں
میں سیّدِ مظلوم کا مظلوم پسر ہوں

۱۴
دادا کے مرے زور سے ماہر ہے خدائی کی بُت شکنی، کفر کی بنیاد مٹائی
ہات ان کے رہی خیبر و خندق کی لڑائی اس زور پہ پھر رسّی سے گردن بھی بندھائی
ہے فخر کی جا، گر مری گردن میں رسن ہو
پوتے میں بھی لازم ہے کہ دادا کا چلن ہو

۱۵ سب جانتے ہیں صابری و جرأتِ حیدرؑ   اک روز وہ تھا، فتح کیا قلعۂ خیبر
اک روز یہ مظلوم ہوئے بعدِ پیمبرؐ   کچھ بولے نہ جب دادی کے پہلو پہ گرا در
دی آتشِ کیں خیمے کو حیدرؑ کے پسر کے
مجھ پر بھی وہی ظلم ہوا بعد پدر کے

۱۶ آگے مرے زیور مری مادر کا اُتارا   زینبؑ کی ردا چھن گئی، گھر لُٹ گیا سارا
بے جرم طمانچہ مری ہمشیر کو مارا   یہ سب کیا امت کے لئے میں نے گوارا
خوش ہو کے اسیری کے بھی دُکھ درد سہیں گے
ہم وہ ہیں کہ ہر دور میں صابر ہی رہیں گے

۱۷ فریاد تھی رانڈوں میں کہ اے قافلہ سالار   منہ کاہے سے ڈھانپیں؟ حرمِ حیدرِ کرّار
کس درد سے فرماتے تھے سجّادِؑ دلِ افگار   صابر رہو، شاکر رہو، جو مرضیٔ غفّار
چھننے کا رداؤں کے عبث رنج و الم ہے
کیا چادرِ تطہیر کا پردہ تمہیں کم ہے

۱۸ موئے سرِ پُر نور سے چہروں کو چھپا لو   شکوے کی کوئی بات زباں سے نہ نکالو
لازم ہے تمہیں صبر کلیجوں کو سنبھالو   غربت میں اسیری کی بھی تکلیف اُٹھا لو
چادر نہیں سر پر تو ضرر کیا ہے تمہارا
پردہ رہے اُمّت کا یہ پردہ ہے تمہارا

۱۹ گو آج نہیں محمل و ہودج کی سواری   کل دے گا تمہیں ناقۂ نورِ ایزدِ باری
موقوف رداؤں پہ نہیں شان تمہاری   تم نورِ خدا ہو تمہیں کیا دیکھیں گے ناری
عُریانی سے تم لوگوں کی عزّت نہیں جاتی
پوشش جو نہ ہو کعبے کی حُرمت نہیں جاتی

۲۰

یہ کہتے تھے جو، قتل کا میداں نظر آیا　　کاٹا ہوا زہراؑ کا گلستاں نظر آیا
دیکھا جسے، وہ خاک پہ بے جاں نظر آیا　　سوتے ہوئے شیروں کا نیستاں نظر آیا
روحیں تو نثارِ پسرِ شاہِ نجف ہیں
پیاسوں کی کٹی گردنیں قبلے کی طرف ہیں ۲۱

سر پیٹ کے چلّائے یہ سجادِؑ دل افگار　　رخصت کے لئے آیا ہے یہ صاحبِ آزار
صدقے تری مظلومی کے اے سیدِ ابرار　　باندھے ہوئے گردن لئے جاتے ہیں جفاکار
تلواریں علم سر پہ ہیں دم لے نہیں سکتا
مجبور ہوں حضرت کو کفن دے نہیں سکتا ۲۲

اعجاز سے اس لاشے نے ہاتھوں کو اٹھایا　　کس پیار سے فرزند کو چھاتی سے لگایا
پھر حلق بریدہ سے یہ عابدؑ کو سنایا　　روؤ نہ کفن ہم نے نہ پایا تو نہ پایا
اے لال یہی خوں بھری پوشاک کفن ہے
جب خاک ملی خاک میں پھر خاک کفن ہے ۲۳

بعد آپ کے اُمّت نے یہ کی ہے مری توقیر　　اونٹوں کی رسن ہاتھ میں اور پاؤں میں زنجیر
پہنایا ہے گردن میں بھی اک طوقِ گلوگیر　　جو قافلے سے چھوٹے ہے اس کی یہ ہے تعزیر
بیماری میں ہم پہ جو ستم ہو تو روا ہے
شمشیر سے گردن نہ کٹانے کی سزا ہے ۲۴

یہ ذکر تھا جو اونٹ سے فضہؑ یہ پکاری　　اے قافلہ سالارِ حرم عاشقِ باری
لو اونٹ سے گرتی ہیں پھوپھی جان تمہاری　　ایسا نہ ہو مر جائے یداللہ کی پیاری
ماں جائے کی مظلومی و تنہائی پہ روئے
اونٹوں کو بٹھا دو تو بہن بھائی کو روئے

۲۵
چلّائی سکینہ مرا ناقہ بھی بٹھا دو اچھے مرے بھیّا مجھے بابا سے ملا دو
خوشبو شہِ مظلوم کی چھاتی کی سنگھادو سوتے ہیں اگر نام مرا لے کے جگادو
مارا ہے عبث شمرؔ نے مجھ خستہ جگر کو
دکھلاؤں کی یہ نیل طمانچے کا پدر کو !!!

۲۶
گھبرا کے پکارا عمر سعدؔ جفا کار! کہہ دو کہ اٹھے لاشے سے اب عابدؔ بیمار
نیزے لئے ناقوں کے رہیں گرد ستم گار اونٹوں سے زمیں پر کوئی اترے نہ خبردار
خولی سے کہو آگے بڑھے لیکے سروں کو
ہاں جلد روانہ کرو اِن نوحہ گروں کو

۲۷
عابدؔ کو تنِ شاہ سے اعدا نے چھڑایا جی بھر کے پسر باپ کو رونے بھی نہ پایا
جب اونٹ چلے رانڈوں نے یہ شور مچایا رونا نہ ملا لاشوں پہ فریاد خدایا!
کشتے ہوئے سب دفن لعینوں کی طرف کے
لاشے کو نہ گاڑا پسرِ شاہِ نجف کے

۲۸
ہے ہے ہمیں اونٹوں سے اترنے نہیں دیتے کوشش کفن و غسل کی کرنے نہیں دیتے
کھینچے لئے جاتے ہیں ٹھہرنے نہیں دیتے مظلوم کو تربت میں بھی دھرنے نہیں دیتے
مٹّی نہ ملی لاشِ کو شاہِ شہدا کی
فریاد نبیؐ کی ہے دہائی ہے خدا کی

۲۹
چُپ ہو گئے سجّادؑ حزیں سر کو جھکا کر چلّائے تنِ شاہؑ کی طرف منہ کو پھرا کر
جیتا رہا گر قید کی تکلیف اٹھا کر گاڑے گا غلام آپ کو اب شام سے آکر
حیدرؑ کی حمایت میں تنِ شاہ کو سونپا
آئی یہ صدا تم کو بھی اللہ کو سونپا

۳۰
صدقے ہو پدر آنکھوں سے آنسو نہ بہاؤ — لاشے کے نہ اٹھوانے کا صدمہ نہ اٹھاؤ
ہم چین سے یاں سوتے ہیں تم قید میں جاؤ — چادر کوئی مل جائے تو زینبؑ کو اڑھاؤ
ماتم میں بہن کو نہ بھلا دیجیو بیٹا
ہر وقت سکینہؑ کی خبر لیجیو بیٹا! ۳۱

سہنا ہے تمھیں رنج اسیری میں سفر کا — اک بوجھ تو ہے طوق کا اک بوجھ ہے گھر کا
اے نورِ نظر غم نہ کرو لاشِ پدر کا — بابا کے مقدّر سے ہے کیا زور پسر کا
دن گزریں گے ایذا کے تو فرصت بھی ملے گی
تم چھوٹ کے جب آؤ گے تو راحت بھی ملے گی ۳۲

یہ سُن کے چلے روتے ہوئے عابدؑ بیمار — راہی ہوئے خیموں کو اکھڑوا کے ستمگار
بے غسل و کفن رہ گئی نعشِ شہِ ابرارؑ — جز بے کسی و یاس نہ دل سوز نہ غم خوار
روتے تھے ملک عرش پہ جب روتی تھی زہراؑ
لاشے سے پسر کے نہ جدا ہوتی تھی زہراؑ ۳۳

اب وقتِ خموشی ہے انیسِ جگر افگار — بے تاب ہیں رقّت سے شہِ دیں کے عزادار
مولاؑ سے یہ کر عرض کہ یا سیّدِ ابرارؑ — ہوں آپ کی سرکار سے عزت کا طلب گار
برگشتہ زمانہ ہے مدد کیجیو مولا!
ناقدروں کے احساں سے بچا لیجیو مولا! ختم شد

رباعی

تھے زیست سے ہاتھ اپنے دھوئے سجّاد — شب کو کبھی راحت سے نہ سوئے سجّادؑ
جب تک جیے ہنستے نہ کسی نے دیکھا — چالیسؐ برس باپ کو روئے سجّادؑ